رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپیہ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶ | ۱۷ / ۲۱ ستمبر ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ / شنبہ | ۱۰ / ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ | نمبر ۲۳ / ۲۴

مدینۃ المسیح

دارالامان میں عید اضحیٰ ۱۷ ستمبر بروز سہ شنبہ ہوئی نماز عید حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے عیدگاہ میں نو بجے کے قریب پڑھائی۔ اور قربانی کے فلسفہ پر نہایت موثر اور زبردست خطبہ دیا جسے انشاء اللہ آیندہ درج کیا جائیگا۔ اس دفعہ عیدگاہ کا انتظام جن احباب کے سپرد تھا وہ مبارکباد کے قابل ہیں۔ اُنھوں نے بہت عمدگی سے عیدگاہ کو آراستہ کیا تھا۔ سایہ وغیرہ کا بھی بہت اچھا انتظام تھا۔ مستورات کے لئے برعایت پردہ بہت عمدہ سایہ دار احاطہ بنایا گیا تھا۔

۱۷ و ۱۸ اور ۱۹ تاریخ تین دن مسجد مبارک کے سامنے کے چوک میں بھیڑ بکروں کی قربانیاں ہوتی رہیں۔

اخبار احمدیہ

بمبئی میں تبلیغ

(۱) ناگ پنچمی کے میلے کے روز ایک انگریز پادری آر۔ بی ڈگلس نے ہمارے بورڈ کا مضمون نقل کیا تھا۔ میں نے اس کے پہلے اس کو ایک رسالہ انگریزی کا "احمد" مولفہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب دیا تھا۔ اور اس نے ایک جلد انگریزی ترجمہ قرآن پارہ اول بھی خرید کیا تھا۔ ان سب کے مطالعہ کے بعد اور زبانی تقریر سننے کے بعد اس نے ایک مضمون تیار کرکے اپنے مرکز اسکاٹلینڈ کی کمیٹی میں بھیجا ہے۔ جس میں حضرت اقدس کے دعاوی و دلائل کے متعلق مفصل لکھا ہے۔ خدا نے چاہا تو اسکاٹلینڈ کی کمیٹی میں یہ رپورٹ کوئی نہ کوئی مفید نتیجہ پیدا کریگی۔

(۲) گذشتہ اتوار کا لیکچر اسلامی خصوصیات پر تھا۔ خدا کے فضل سے بہت لوگ اس میں جمع ہو گئے تھے۔ میں نے اس کے ذیل میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وجود باجود کو بطور ثبوت کے پیش کیا۔ اور آپ کے دعاوی اور دلائل کو واضح طور پر بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ لوگوں نے بہت دلچسپی سے سنا خصوصاً مدن پورہ کے مخالفین میں سے اکثر نے زیادہ اثر قبول کیا (خلیل احمد از بمبئی)

لائبریری احمدیہ کے لئے اعلان

معزز صاحبان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ کو معلوم ہے کہ

قادیان شریف ایک مرکزی مقام ہے اور مدینۃ المسیح ہونے کی وجہ سے جو عزت اور عظمت اور رفعت خدا نے اسکو بخشی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ پس ایسی جگہ میں ایک لائبریری کا قائم ہونا ضروریات میں سے ہے۔ چنانچہ اسی ضرورت کو محسوس کر کے اس سرزمین میں ایک لائبریری کھولی گئی ہے۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رض کا بیش بہا اور نادر و عظیم الشان کتبخانہ بھی شامل ہے۔ اس لائبریری سے جو نفع عام و خاص کو پہنچ رہا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ لیکن نئی تصنیف شدہ کتابوں کی خرید اور جلد بندی اور تنخواہ عملہ کے لئے خرچ کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اس واسطے اس لائبریری کے متعلق جماعت کی توجہ اور سرپرستی کی اشد ضرورت ہے۔ پس اگر ذی مقدرت اور باہمت احباب بہ نیت ثواب کے آیت ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم۔ کو مدنظر رکھ کر اس کے ممبر بنجاویں اور اپنے ایک جزوی سالانہ چندہ سے (جو بیرونجات سے بغیر شرط ضمانت وغیرہ کے صرف دو روپیہ سالانہ ہوگا۔) اسکو امداد بخشیں۔ اور ساتھ ہی خود بھی فوائد علمی حاصل کریں۔ تو بہت موزوں اور مناسب ہوگا۔ اور جن صاحبان نے جلسہ پر اپنے اسمائے گرامی ممبروں کی فہرست میں درج کروائے ہیں۔ وہ براہ مہربانی اپنے چندوں کی ادائیگی سے عنداللہ ماجور ہونے کے مستحق بنجاویں۔

نوٹ۔ کسی ممبر کو ایک وقت میں دو جلدوں سے زیادہ نہ دیجاویگی۔ اور نہ ہی ایک وقت میں ایک ماہ سے زیادہ کوئی کتاب کسی ممبر کے پاس رہیگی۔ اور دونوں طرف کا محصول بذمہ ممبر کے ہوگا

والسلام خیر الختام (مرزا بشیر احمد افسر لائبریری قادیان)

درخواست

جناب شیخ فتح محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس کشمیر جو آجکل قادیان میں ہیں بعارضہ قولنج سخت علیل ہوگئے تھے۔ اب افاقہ ہے۔ مگر ضعف بہت ہے۔ احباب شیخ صاحب موصوف کی کامل صحت کے لئے اور منشی علی محمد صاحب مدرس قادیان کی صحت و رفع مشکلات کے لئے اور میاں عبدالوہاب صاحب خلف سیدنا خلیفہ اول کی ترقی و کامیابی کے لئے۔ مرزا صفدر علی صاحب ملازم جناب نواب صاحب پر فالج گرا ہے ان کی صحت کے لئے۔ میاں قطب الدین صاحب سکنہ گتو گھیاٹ کی اہلیہ بیمار ہے۔ احباب ان سب کے لئے دعا فرمائیں۔ اللھم اشفھم

ولادت

ماسٹر غلام رسول صاحب تھرڈ ماسٹر ماڈل سکول سرگودھا کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ احباب مولود کے لئے دعا کریں

نماز جنازہ

چودھری محمد علی صاحب بجاری مال چونڈہ کا لڑکا اعجاز احمد اور شیخ رحیم بخش صاحب عرائض نویس کا لڑکا حبیب اللہ فوت ہوگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

احمدیہ ہوسٹل لاہور کے بورڈروں کو اطلاع

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد و ہدایت کے ماتحت اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو احمدیہ ہوسٹل کے زیادہ مضبوط اور زیادہ مفید بنانیکا ازبس خیال ہے۔ فی الحال جو طلباء ہوسٹل میں پہلے سے داخل ہیں۔ یا جو اب داخل ہونا چاہتے ہیں وہ سید دلاور شاہ صاحب احمدی کلرک سول ملٹری گزٹ لاہور سے خط کتابت کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ فرماتے ہیں کہ احمدی طلباء کو جو لاہور کے کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں یا پانے کے لئے آئیں احمدیہ ہوسٹل ہی میں رہنا چاہئے۔ آخر وہ دوسرے بورڈنگ ہوس میں بھی گذارہ کرتے ہیں۔ اس ہوسٹل پر جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ محض اس لئے کہ ہمارے طلباء کی تربیت و نگہداشت عمدگی سے ہوسکے اور ان میں اتحاد و اخوت پیدا ہو۔ ہوسٹل کو مفید تر بنانے کی تجاویز حضرت کے سامنے ہیں۔ کسی معمولی تکلیف یا عذر کی بنا پر ہوسٹل سے الگ رہنا جماعت کے اصول اخوت و اتحاد کے منافی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ تمام احباب اپنے بچوں کو جو کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں اسی ہوسٹل میں داخل ہونے کی ہدایت کریں گے

سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

پنڈت لیکھرام کا واقعۂ قتل

اس عنوان سے الفضل کے گذشتہ پرچوں میں جو مضامین شائع ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق تحریک کی گئی تھی کہ احباب انھیں بطور ٹریکٹ چھپوا کر مفت تقسیم کرنے میں حصہ لیں اس کے جواب میں سب سے پہلی آواز جو ہم تک پہنچی ہے وہ مکرم معظم جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد کی ہے۔ جنہوں نے اعلان پڑھتے ہی دس روپے کی رقم ارسال فرمادی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء دیگر احباب بھی بہت جلدی توجہ فرمادیں۔ اور جو کچھ ارسال کرنا چاہیں خاکسار ایڈیٹر الفضل کے نام ارسال کردیں۔ تاکہ جلدی ٹریکٹ شائع ہوسکے۔

محاسب صاحب کی تحریک پر فوری توجہ کی ضرورت

۳۰ ستمبر کو خوب یاد رکھیں

محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ نے جماعت احمدیہ سے اڑتالیس ہزار روپیہ کی فراہمی کے لئے جو اپیل کیا ہے۔ اسپر مفصل طریق سے تو انشاءاللہ ہم اگلے پرچہ میں توجہ دلائینگے۔ فی الحال اس قدر کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ چونکہ انجمن کا مالی سال ۳۰۔ ستمبر کو ختم ہوجاتا ہے۔ اور اس تاریخ کے بعد جو رقوم وصول ہونگی وہ آئندہ سال میں محسوب ہوتی ہیں۔ اس لئے احباب کو چاہئے کہ اپیل کا عملی جواب دینے کے لئے اس تاریخ تک اپنی انتہائی کوشش اور سعی سے کام لیں۔ اور اس کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۱/۱۷ ستمبر ۱۹۱۸ء

حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت

موجودہ جنگ زلزلہ نہیں تو کیا ہے؟

جنگ یورپ کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی جو پیشگوئی ایک عرصہ پہلے شائع ہو چکی تھی اور جس کے ایک ایک لفظ کے پورا ہونے کا ذکر نہایت تفصیل اور شرح کے ساتھ کئی بار ہمارے اخبارات و رسائل میں ہو چکا ہے۔ اس میں کا ایک شعر ہے۔ ؎

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار

اس پر بعض ناسمجھ اور نادان یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ چونکہ اس میں اس زلزلہ کا ذکر ہے۔ جسے بھونچال کہا جاتا ہے نہ کہ لڑائی اور جنگ کا۔ اس لئے اگرچہ باقی تمام باتیں حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔ تو بھی ہم یہ نہیں مان سکتے۔ کہ اس پیشگوئی میں موجودہ جنگ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ تاحال وہ زلزلہ (بھونچال) نہیں آیا جس کی خبر اس پیشگوئی میں دیگئی ہے۔ چنانچہ گذشتہ سال جب زار روس معزول ہوکر اس پیشگوئی کے مندرجہ ذیل حصہ کے پورا ہونے کا موجب ہوا کہ ع "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار" تو اس پیشگوئی کو درست اور صحیح تسلیم کرنے میں جو اعتراض پیش کیا گیا۔ وہ صرف یہی تھا۔ کہ "یہ ہے کہ اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائینگے کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار"

یہ شعر اور اس کے آگے پیچھے کے شعر صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ وہ وقت جس میں زار کی حالت کا یہ نقشہ دکھایا گیا ہے۔ وہ زلزلہ (بھونچال) کا ہوگا۔ جو ابھی تک نہیں آیا۔ اور زار اپنی زاریت کے عہدے سے ہمیشہ کے لئے برطرف ہوگیا" اہلحدیث

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ زار کی حالت زار ہونے کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی جو پیشگوئی کئی سال پہلے شائع ہو چکی تھی اسے باوجود اس بات کا اعتراف کرنے کے کہ زار کی حالت زار ہوگئی ہے۔ اس لئے تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس وقت وہ زلزلہ آنا چاہئے تھا جسے بھونچال کہا جاتا ہے۔ کیونکہ معترض کے نزدیک وہ شعر جس میں زار کی حالت کا یہ نقشہ دکھایا گیا ہے۔ وہ بھونچال کا ہوگا۔ اور وہ ابھی تک نہیں آیا۔ گویا اگر بھونچال آگیا ہوتا۔ اور پھر زار کی حالت زار ہوتی۔ تو پھر اس پیشگوئی کے صحیح تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ کیا جاتا۔

لیکن یہ عذر نیک نیتی کی بنا پر نہیں کیا گیا اور نہ ہی کوئی سمجھدار اور عقلمند اسے معقول قرار دے سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں یہ پیشگوئی لکھی ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی لکھدیا ہوا ہے کہ "میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر نہیں جما سکتا ممکن ہے یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو۔ جس کی نظیر کبھی اس زمانہ نے نہ دیکھی ہو۔ اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے"

ان الفاظ کے ہوتے ہوئے زلزلہ کے لفظ سے موجودہ جنگ مراد نہ لینا۔ جس کے "شدید آفت" ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہگیا۔ اور جس کی نظیر زمانہ نے کبھی نہیں دیکھی۔ اور بھونچال کا مطالبہ کرنا نادانی نہیں تو عقلمندی بھی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جنگ اپنے اثرات اور واقعات سے یہی نہیں۔ کہ بھونچال سے کسی رنگ میں کم نہیں بلکہ ہر طرح سے اس بڑے سے بڑے بھونچال سے بھی کئی گنا بڑھ کر ہے۔ جو آج تک کبھی دنیا میں آیا۔ کیا جس قدر شہروں دیہاتوں اور مرغزاروں کی بربادی کا یہ موجب ہوئی اور تاحال ہو رہی ہے اس قدر کوئی بھونچال کبھی ہوا ہے۔ اور کیا جس قدر جانوں کی ہلاکت اور اموال کی تباہی اس کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ اس قدر کسی بھونچال سے کبھی ہوتی ہے۔ پھر کیا جس قدر زمین کے پرخچے اس کے سبب اڑ رہے ہیں اس قدر کسی بھونچال سے بھی اڑتے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اسے چھوڑ کر کسی اور بھونچال کا مطالبہ کرنا کسی عقلمند کا کام نہیں ہو سکتا۔ اگر حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی میں "زلزلہ" کی بجائے "بھونچال" کا ہی لفظ ہوتا اور آپ اس کی مذکورہ بالا تشریح بھی نہ فرماتے۔ تو بھی یہ موجودہ جنگ عظیم پر نہایت صفائی کے ساتھ چسپاں ہو سکتی تھی۔ لیکن اب تو اس میں "زلزلہ" کا لفظ ہے جو عام طور پر ہر زبان میں جنگ پر بولا جاتا ہے اور پھر قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے [illegible] کے معنی استعمال [illegible] زلزلہ سے جنگ [illegible] اور بھونچال کا مطالبہ [illegible]

کسی ایسے انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔ جو قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کو خدا کی طرف سے اور اسی کا کلام سمجھتا ہے۔ مگر افسوس کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کہنے کو تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ قرآن کریم کو خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ اس کے ایک ایک لفظ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن جب وقت آتا ہے۔ تو محض ضد اور تعصب عداوت اور دشمنی کی وجہ سے خدا کے کلام کو پس پشت ڈال دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ اور ایسے ہی لوگ ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کو سچا تسلیم کرنے سے اس لئے انکار کرتے ہیں۔ کہ اس میں زلزلہ کا لفظ آیا ہے۔ جس کے معنی بھونچال کے بھی ہیں۔ اور بھونچال ابھی تک آیا نہیں۔ کاش یہ لوگ خدا کے خوف کو دل میں جگہ دیکر اُسکے کلام کی بے ادبی نہ کرتے۔ تا اس پیشگوئی کو رد کرنے کے لئے ایسا نامعقول عذر گھڑ کر نہ خود خسارہ میں رہتے اور نہ عوام کو دھوکہ میں رکھتے۔ لیکن وہ خدا جس نے دنیا کی ہدایت کے لئے حضرت مرزا صاحب کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ کی صداقت کے لئے بڑے بڑے عظیم الشان نشان دکھلا کر سعید روحوں کو آپ کی طرف کھینچا۔ وہ بھلا کب پسند کر سکتا تھا کہ اتنی بڑی پیشگوئی کے پورا ہونیکا اعتراف نہ کرنے والوں کے لئے کسی معمولی سے معمولی عذر کو بھی رہنے دیتا۔ اس لئے اس نے ایسے سامان کر دیئے کہ جس بات کا ان لوگوں کی طرف سے مطالبہ کیا جاتا تھا اسی کو حرف بحرف پورا کر کے دکھا دیا۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا رائٹر کی طرف سے جنگی خبروں کی ذیل میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ

”جرمن آرمنٹیرز اور سینیز کے مابین بھی حملہ آور ہو رہے ہیں گولہ باری اس قدر شدید ہے۔ کہ زمین کانپ رہی ہے۔ اور زلزلہ کا ایک غیر منقطع سا سلسلہ محسوس ہو رہا ہے“

ان الفاظ کو پڑھ کر کوئی ایسا شخص بھی جو زلزلہ کے لفظ کو صرف بھونچال کے معنوں میں ہی لیتا ہے یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مرزا صاحب نے پیشگوئی میں جس زلزلہ کا ذکر ہے۔ وہ ابھی تک نہیں آیا۔ کیونکہ اس جنگ نے وہ بات پوری کر کے دکھا دی ہے۔ جو صرف بھونچال سے ہی مخصوص ہے۔ یعنی زمین کا کانپنا اگرچہ سمجھدار انسان پہلے دن سے ہی اس جنگ کو ایک بھونچال نہیں بلکہ ہزاروں بھونچالوں سے بھی بڑھ کر سمجھ رہے ہیں۔ اور یہ سمجھنے میں وہ بالکل حق بجانب ہیں۔ کیونکہ اس جنگ میں جس قدر جانوں کی تباہی۔ مال و اسباب کی بربادی ملکوں اور علاقوں کی ویرانی ہو رہی ہے اتنی آج تک کے تمام بھونچالوں سے بھی نہیں ہوئی ہو گی۔ اگر وہ لوگ جو باوجود اس کے اسے زلزلہ تسلیم کرنے سے اس لئے انکار کرتے تھے۔ کہ تا حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا اعتراف نہ کرنا پڑے اور ہٹ دھرمی سے بھونچال کا مطالبہ کرتے تھے ان کے لئے بھی موجودہ جنگ کو زلزلہ ماننے میں انکار کی گنجائش نہیں رہی۔ اور اس طرح ان کا حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کو سچا نہ ماننے کا یہ عذر باطل ہو گیا کہ ”ابھی تک بھونچال نہیں آیا“ کیونکہ رپوٹر نے بتا دیا کہ گولہ باری اس قدر شدید ہے۔ کہ زمین کانپ رہی ہے۔ اور زلزلہ کا ایک غیر منقطع سا سلسلہ محسوس ہو رہا ہے“

اگرچہ رپوٹر کی مندرجہ بالا شہادت ہی اس قدر اہم اور وزنی ہے۔ کہ اب کوئی یہ عذر پیش نہیں کر سکتا کہ بھونچال ابھی تک نہیں آیا۔ لیکن ہم اس سے بھی بڑھ کر ایک اور شہادت پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ کینیسوس کالج واقعہ امریکہ کے محکمہ تحقیقات زلزلات کے انچارج پروفیسر جان اے کریٹن صاحب نے حال میں یہ لکھ کر شائع کیا۔ کہ

”جرمن کی ۷۵ میل مار کرنے والی توپ کے دھماکے جس سے پیرس پر گولہ باری کی جا رہی تھی۔ امریکہ میں بھی محسوس ہوئے تھے۔ ان کا بیان ہے۔ کہ ان دھماکوں سے زلزلہ کے جھٹکوں کا پتہ دینے والی سوئی کے اس سیاہ کاغذ پر چھوٹے چھوٹے نقطے پڑ گئے تھے۔ جو بھونچال کے جھٹکوں کا پتہ لگانے کے لئے ایک بیلن پر لگا ہوا ہوتا ہے“

زلزلوں کے محکمہ تحقیقات کے انچارج پروفیسر کا مذکورہ بالا بیان بتا رہا ہے۔ کہ ان آلات نے۔ جو بھونچال کا پتہ لگانے کے لئے مخصوص ہیں جرمنی کی ۷۵ میل کی مار کرنے والی توپوں کے دھماکوں کے متعلق وہی واقفیت بہم پہنچائی۔ جو کسی بھونچال کے آنے پر پہنچایا کرتے ہیں۔ زلزلہ کا پتہ لگانے والے اس سیاہ کاغذ پر جو ایک بیلن پر لگا ہوتا ہے۔ ہو بہو ویسے ہی نقطے پڑ گئے جیسے بھونچال کے آنے پر پڑا کرتے ہیں۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ جرمنی نے ایسی توپ کب ایجاد کی اور کس موقعہ پر اس سے کام لیا۔ صاف بات ہے۔ کہ موجودہ جنگ کے ایام میں ایجاد کی۔ اور اسی لڑائی کے موقعہ پر اس سے کام لیا۔ کیا اب بھی کسی کو اس جنگ کو زلزلہ سمجھنے میں کوئی عذر باقی رہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس میں استعمال کئے جانے والے تباہی خیز آلات سے۔ بعینہ وہ کچھ ظاہر ہو رہا ہے۔ جو بھونچال سے ہوتا ہے۔ اور ایک ذرہ بھر بھی فرق نہیں رہ گیا۔

کیا ہم اُمید رکھیں۔ کہ اب جبکہ کوئی عذر باقی نہیں رہ گیا۔ تو سمجھدار اصحاب حضرت مرزا صاحب کی اس پیشگوئی پر غور و فکر کریں گے جس کا ایک ایک لفظ پورا ہو کر آپ کے مامور من اللہ اور برگزیدۂ خدا ہونے کا عظیم الشان ثبوت پیش کر رہی ہے۔

یہ پیشگوئی حضرت مرزا صاحب نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو اس تحدی کے ساتھ شائع کی تھی کہ

وحی حق کی بات ہے ہو کر رہیگی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار

اب جن کی آنکھیں ہیں دیکھیں۔ جن کے کان ہیں وہ سنیں اور جن کے دل ہیں وہ سمجھیں کہ کیسی صفائی کیساتھ پوری

خطبہ جمعہ

الاستقامۃ فوق الکرامۃ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ
(فرمودہ ۳۰۔ اگست ۱۹۱۸ء)

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ٥ نحن اولیٰئکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون ٥ نزلا من غفور رحیم ٥ (۴۱۔۳۰۔و۳۱)

افسوس کہ خاکسار خطبہ شروع ہونے کے غالباً دو تین منٹ بعد پہنچا اس لئے ابتدائی کلمات قلمبند نہ ہو سکے (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

عبادت بغیر استقامت پورا نفع نہیں دیتی

کوئی عبادت مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے ساتھ استقامت نہ ہو۔ قرب الہٰی کے ہزاروں ذرائع ہیں۔ لیکن جب تک ان میں سے کسی ایک پر استقامت نہ اختیار کی جائے اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی اور کوئی عبادت نفع نہیں دے سکتی۔ بغیر اس پر استقامت اختیار کرنے کے۔ دنیا کے ہر کام میں بھی جب تک استقامت نہ ہو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً ایک شخص کچھ بیمار ہوتا ہے اور کونین کھاتا ہے تھوڑی دیر بعد سست گلو بھانکتا ہے۔ کچھ دیر بعد کچھ اور کھا لیتا ہے۔ تو اس کو فائدہ نہیں ہوگا یہ علاج تو اپنی جگہ صحیح ہونگے مگر ان میں سے ہر ایک کے ساتھ استقامت شرط ہے۔ اور جس علاج کے ساتھ استقامت نہیں ہوتی۔ وہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہونے کے باوجود بھی بے فائدہ ثابت ہوتا ہے۔ اور کوئی دوائی اس وقت تک اثر نہیں دکھا سکتی۔ جب تک استقامت کے ساتھ اسے استعمال نہ کیا جائے۔ اور وہ طبیعت کے مطابق ہو کر اپنا اثر نہ دکھلائے۔ لیکن اگر جلد جلد رد و بدل کیا جائیگا تو دوائی خواہ کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی کیوں نہ ہو اپنا کوئی اثر نہیں دکھا سکیگی۔ ایک طبیب بھی نسخہ بدلتا ہے اور بدلتا رہتا ہے۔ لیکن جب کوئی نسخہ مریض کی طبیعت کے مطابق ہو جاتا ہے۔ تو پھر نہیں بدلتا اور اسی کو استقامت کے ساتھ استعمال کرتا رہتا ہے۔ لیکن اگر اس مفید نسخہ کو بدل دے تو نتیجہ کچھ نہیں ہو سکتا۔

ہر ایک کام کے لیے استقامت ضروری ہے

اسی طرح زبانیں ہیں انگریزی ہے۔ عربی ہے فارسی ہے۔ جرمن۔ روسی۔ فرنچ اردو۔ غرض بہت سی زبانیں ہیں اور ان کے سیکھنے کے لئے بہت سے کورس ہیں جن میں سے کسی ایک کے ذریعہ زبان سیکھی جا سکتی ہے۔ لیکن اسی وقت تک جبکہ استقلال کے ساتھ اس کو عمل میں لایا جائے۔ کیونکہ جب تک باقاعدگی اور استقلال کے ساتھ اس کو نہیں پڑھا جائیگا۔ کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی عربی زبان سیکھنے کے لئے۔ اس کے کورس ہیں سے . . . . آج تو حماسہ کا کچھ حصہ پڑھ لے اور کل متنبی کے ایک دو صفحہ دیکھ لے اور پرسوں مقامات حریری کو پڑھنے لگے اور اسی طرح ہر روز کتاب بدلتا رہے۔ تو وہ کبھی عربی زبان نہیں سیکھ سکیگا۔ کیونکہ پڑھنے والے نے اگرچہ کتابیں تو بہت سی شروع کیں۔ مگر استقامت سے کسی ایک کو بھی ختم نہ کیا۔ [illegible] زبان عربی [illegible] کرنے [illegible] بہت سے ذرائع ہیں۔ مگر ان سب میں استقلال و استقامت کی بہت سی ضرورت ہے۔ اور یہی حال ہر ایک مقصد اور مدعا کے حاصل کرنے کا ہے۔ جب تک اس کے لئے کوشش کرتے ہوئے استقامت نہ دکھلائی جاوے اس وقت تک وہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

استقامت کیا ہے

یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الخ کہ جو لوگ ایمان کو درست کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اللہ ہمارا پیدا کرنے والا ہے۔ پھر اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس پر استقامت دکھلاتے ہیں۔ یعنی اپنے اعمال و عبادات میں ہمیشگی اختیار کرتے ہیں۔ ان پر خدا کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ جو انہیں یہ کہتے ہیں کہ کسی بات سے مت ڈرو اور اس جنت کی خوشخبری سنو جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ استقامت جب اللہ تعالیٰ کے متعلق آئے تو اس کے معنی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مداومت اختیار کرنا۔ اس لئے اس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ لڑکھڑاتے نہیں بلکہ جو کام شروع کرتے ہیں اس پر مداومت اختیار کرتے ہیں درمیان میں نہیں چھوڑ دیتے۔ استقامت کے معنی یہ بھی ہیں کہ جو کام شروع کیا جائے اس کو اس وقت تک نہ چھوڑا جائے جب تک کہ انجام کو نہ پہنچ جائے۔ استقامت کے معنی ہر ایک کام پر مداومت اختیار کرنے کے نہیں ہیں۔ کیونکہ جب ایک کام ہو جائے۔ تو پھر اس کے پیچھے لگے رہنا کوئی دانائی کی بات نہیں۔ اس لئے اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ جب تک وہ کام ختم نہ ہو اس وقت تک اس کو نہیں چھوڑتے۔ بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ ان کو ہمیشہ کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک حد تک پہنچ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً لڑائی ہے جب تک وہ ختم نہ ہو اس وقت تک اس میں استقامت کے ساتھ لگے رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ ضروری نہیں

کہ تمام عمر لڑائی جاری رکھی جائے - تو استقامت کا یہ مطلب و مقصد ہے کہ جب تک کام کو انجام پہنچانے کی ضرورت ہو اس وقت تک کام کیا جائے -

پس اللہ تعالے کے احکام میں استقامت یہی ہے کہ اس کی اطاعت میں لگ جائے - اور اس وقت تک لگا رہے - اور اس کو اس وقت تک برابر جاری رکھے جب تک کہ وہ کام خاتمہ پر نہ پہنچ جائے - جو لوگ ایسا کرتے ہیں - ان پر اللہ تعالے کے ملائکہ کا نزول ہوتا ہے وہ اولیاء اللہ میں شامل ہو جاتے ہیں -

بزرگوں کا یہ مشہور قول ہے کہ

الاستقامۃ فوق الکرامۃ - کرامت سے بڑی چیز استقامت ہے - واقعہ میں استقامت معمولی چیز نہیں - بلکہ کرامت سے فوقیت رکھتی ہے - کرامت ایک اصطلاح بنائی گئی تھی - انبیاء کے خوارق و نشانات کو معجزات کہتے تھے - اور اولیاء کے نشانات کو کرامات ان کا مطلب یہ ہے - کہ جب [illegible] ایک انسان استقامت سے خدا کی عبادت میں مصروف رہیگا تب ہی وہ اس مقام پر پہنچ سکیگا کہ کرامت دکھلائے ورنہ نہیں - تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے ربنا اللہ کہنے والے جب خدا کی عبادت میں ثابت قدم رہتے ہیں - اور ان کے قدم ڈگمگاتے نہیں تو پھر ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے - وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تمہاری مدد و نصرت کے لئے خدا نے بھیجا ہے - اگر ساری دنیا تمہاری دشمن ہو گئی تو بھی کچھ پرواہ مت کرو - کیونکہ وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیگی - پس دنیا میں استقامت سے انسان وہ کچھ کر لیتا ہے - جس کا سمجھ میں آنا ناممکن ہے -

دیکھو یہی دریا جو ہمیشہ چلتے رہتے ہیں ہزاروں اور لاکھوں من مٹی روزانہ سمندر میں ڈالتے ہیں - دریائے ٹیمز جو لندن کے نیچے بہتا ہے اگر ہمارے یہاں ہو تو ایک نالہ سمجھا جائے اس کے متعلق محققین نے فیصلہ کیا ہے - کہ دنیا کے تمام دریاؤں سے تھوڑی مٹی کاٹتا ہے پھر بھی روزانہ چار ہزار من مٹی سمندر میں لیجاتا ہے

خرگوش اور کچھوے کی مثال

اسی طرح لوگوں نے ایک قصہ مشہور کر رکھا ہے - جس میں ایک مستقل مزاج اور دوسرے سست الوجود انسان کی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہتے ہیں ایک کچھوے اور خرگوش میں شرط لگی کہ کون پہلے ایک خاص ٹیلے پر پہنچتا ہے - خرگوش ابتدا میں تیزی سے دوڑ کر کچھوے سے آگے نکل گیا اور یہ خیال کر کے کہ کچھوا آہستہ آہستہ چلتا ہے اس لئے یہاں آنے تک میں آرام کر لوں یہ سمجھ کر وہ سو گیا - اور کچھوا اپنی اسی آہستہ چال سے چلتا چلتا ٹیلے پر پہنچ گیا - یہاں جا کر خرگوش کو اس نے آواز دی کہ دیکھو میں تو پہنچ گیا ہوں - غرض استقامت سے کام کرنے والا ضرور جیت جاتا ہے -

اسلام اور عیسائیت کے پھیلانیوالوں میں فرق

دیکھو مسلمان بڑے جوش سے اٹھے - ان کے پاس صداقت کی تلوار تھی - اور براہین نیرہ کا مضبوط نیزہ لیکن چونکہ انہوں نے استقامت کو چھوڑ دیا - اور اس جوش و خروش کو قائم نہ رکھا - جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پیدا ہوا تھا - اس لئے جلد ہی بیٹھ گئے - اس کے مقابلہ میں چونکہ عیسائیت کی کند چھری جو آہستہ آہستہ چلتی رہی اور اس کے چلانے والوں نے استقلال دکھلایا اس لئے آج وہ بہت کام کر چکی ہے - مسلمانوں کے پاس صداقت کے ہتھیار تو نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے - مگر ان میں استقامت کی کمی تھی اور عیسائیوں کے ہتھیار کند اور ناکارہ تھے مگر ان میں استقامت تھی - جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی کند چھری کے ذریعہ لاکھوں مسلمانوں کے گلے کٹ چکے ہیں - اور وہ زخمی ہو کر تڑپ رہے ہیں - تو چونکہ عیسائی آہستہ آہستہ اپنی کند چھری کو استقلال کے ساتھ چلا رہے ہیں اس لئے وہ ان سے جن کے پاس تیغ آبدار تو تھی - مگر وہ اسے چھوڑ کے بیٹھ گئے - بازی لے گئے - یہ ثبوت ہے - اس بات کا کہ استقلال کے ذریعہ ایک سست جیت سے ایک کمزور مضبوط سے جیت جاتا ہے - پھر استقلال تو وہ چیز ہے کہ اس سے کام لے کر لوگ حیوانوں کو وہ کچھ سکھا لیتے ہیں - جو ان کی فطرت کے مطابق نہیں ہوتا مثلاً طوطے کو باتیں کرنا سکھا لیتے ہیں - اس طرح اور کئی جانوروں کو عجیب عجیب کام سکھلائے جاتے ہیں - پس استقلال کی برکت سے جب جانوروں کی یہ حالت ہو جاتی ہے - تو کیا وجہ ہے کہ اگر انسانوں کو لا الہ الا اللہ بالاستقلال سنایا جاتا تو وہ اس کے قائل نہ ہو جاتے - میں یقین کرتا ہوں کہ اگر مسلمان استقامت سے کام لیتے تو یقیناً آج دنیا میں کوئی غیر مسلم نہ ہوتا - اور ساری دنیا ربنا اللہ کہنے والی ہوتی -

استقامت کا نتیجہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استقامت رکھتا ہے - تو وہ ملہم ہو جاتا ہے پھر اس کے لئے خدا کے فضل سے دنیا و آخرت میں کوئی خوف نہیں رہتا - اللہ کے ملائکہ اس کے دوست اور ولی ہو جاتے ہیں جو انسان ایسا ہو جائے - اس کی تمام خواہشات پوری کی جاتی ہیں - اور وہ اس طرح کہ خدا تعالیٰ نے ایسے انسانوں کے متعلق فرماتا ہے - نزلا من غفور رحیم - ان کو جو کچھ دیا جائیگا وہ غفور رحیم خدا کی طرف سے بطور مہمانی کے ہوگا -

پس اس آیت میں خدا تعالیٰ نے استقامت کے فوائد بتلائے ہیں - اور اسے اختیار کرنا ہر ایک

مسلمان کا فرض قرار دیا ہے۔

استقامت کے متعلق رسول کریم کا ارشاد

اب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بتاتا ہوں۔ کہ آپ نے استقامت کی نسبت کس قدر زور دیا ہے۔

حدیث میں آتا ہے۔ وکان احب الدین الیہ ما داوم علیہ صاحبہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عمل سب سے زیادہ پسند اور پیارا تھا جس پر مداومت اختیار کی جائے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک عورت آئی اور اپنی عبادت گذاریوں کا ذکر کرنے لگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو آپ نے پوچھا کیا ذکر ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ یہ عورت عبادت گذار ہے بہت عبادت کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کو تو وہ عمل پسند ہے جس پر مداومت اختیار کی جائے۔ اسی طرح عبد اللہ ابن عمرو ابن العاص کی روایت ہے کہ انہیں آنحضرت نے فرمایا کہ یا عبد اللہ لا تکن مثل فلانٍ کان یقوم من اللیل فترک قیام اللیل اے عبد اللہ فلاں کی طرح نہ ہو جو پہلے قیام لیل کیا کرتا تھا۔ اور پھر اس نے چھوڑ دیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی ناپسند تھی۔ کہ جو عمل اختیار کیا جائے۔ اس پر مداومت نہ اختیار کی جائے۔ اسی لئے آپ نے عبد اللہ کے سامنے اس شخص کا نام لیکر کہا کہ اس کی طرح نہ کرنا۔ ورنہ آپ کی عادت نہ تھی کہ کسی کا نام لیکر اس کا عیب بیان کریں۔ آگے حضرت عبد اللہ نے اس بات کا لحاظ رکھا۔ کہ روایت میں اس کا نام نہیں ظاہر کیا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی ہر روز دو رکعت نفل پڑھے تو وہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے جو ایک ہی دن میں سو یا پچاس یا چالیس رکعت پڑھ کر پھر چھوڑ دے۔ اسی طرح وہ شخص جو ہر مہینہ میں ایک روزہ رکھتا ہے بہتر ہے اس کی نسبت جو ایک دفعہ تو سال بھر تک روزے رکھتا ہے اور پھر نام نہیں لیتا۔ یا اسی طرح ایک ایسا شخص جو ایک دن محنت کرتا کرتا چوبیس گھنٹے ختم کر دیتا ہے۔ لیکن پھر اس کام کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اس کی نسبت وہ اچھا ہے۔ جو روزانہ تھوڑا تھوڑا کرتا رہتا ہے۔ پس ہر کام میں استقامت کی ضرورت ہے اور استقامت کے سوا کوئی عمل نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبہ فسددوا وقاربوا وابشروا واستعینو کہ دین آسان ہے۔ لیکن اگر کوئی اس میں سختی کریگا تو دین اس پر غالب آ جائیگا۔ اس لئے میانہ روی اختیار کرو۔ اور نزدیک رہو اور ثواب کی امید رکھو۔ اور اور استعانت مانگو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اعمال میں غلو کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ جو عمل بھی کیا جائے۔ ہمیشہ کیا جائے کیونکہ نجات زیادہ عملوں سے نہیں ہو گی۔ بلکہ خدا کے فضل سے ہوگی۔

نجات استقامت سے ہے

یہاں سوال ہو سکتا ہے۔ کہ اگر عملوں سے نجات نہیں ہوگی۔ تو پھر اعمال کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ نجات تو خدا کے فضل سے ہی ہو گی۔ ہمارے وہ عمل جو ہم نے ہمیشہ اخلاص سے کئے ہونگے۔ وہ خدا کے فضل کے جاذب ہونگے۔ کیونکہ انسان کے اتنے عمل نہیں ہوتے جتنے خدا کے فضل ہوتے ہیں۔ رسول کریم نے جو فرمایا۔ کہ میری نجات بھی اعمال سے نہیں۔ بلکہ خدا کے فضل سے ہی ہوگی۔ یہ درست ہے۔ کیونکہ رسول کریم کے کاموں کے مقابلہ میں خدا کے فضلوں کو دیکھا جائے۔ جو آپ پر ہوئے تو آپ پر خدا کے فضل بہت ہی زیادہ ہیں۔ میرے نزدیک کسی نبی نے وہ کام نہیں کئے۔ جو آنحضرت نے کئے اور اگر تمام انبیاء کے اعمال کو مجموعی حیثیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کے مقابلہ میں رکھا جائے۔ تو بھی آپ کے اعمال کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن باوجود اس کے اگر خدا کے ان احسانات کو دیکھا جائے جو خدا نے آپ پر کئے۔ تو اس میں بھی کوئی شک نہیں وہ بھی بہت بڑے ہیں۔ پس حقیقت یہ ہے۔ کہ محمد رسول اللہ بھی اپنے اعمال سے نجات نہیں پائیں گے۔ بلکہ خدا کے فضل سے ہی پائیں گے۔ ایک شاعر کا یہ شعر مجھے بہت ہی پسند ہے۔ کہتا ہے ؎

جان دی۔ دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے۔ کہ حق ادا نہوا

کہ ہم نے اگر خدا کے لئے جان بھی دیدی تو کیا ہوا سچ پوچھو تو کچھ بھی نہیں دیا۔ کیونکہ جان بھی اسی کی دی ہوئی تھی۔ ایک شخص کروڑوں روپیہ کسی کو دیتا ہے۔ اگر لینے والا سارے کا سارا دینے والے کو دیدے۔ تب بھی گویا اس نے کچھ نہیں دیا۔ تو انسان جو کچھ بھی خدا کی راہ میں قربان کرے اور جس قدر بھی اعمال بجا لائے۔ وہ سب کچھ خدا کے دیئے ہوئے انعامات کے ذریعہ کریگا۔ اس لئے اس کا حق کہاں ادا ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ عملوں سے نجات نہیں ہوگی۔ بلکہ خدا کے فضل سے ہو گی۔

آریوں کو اس بات سے دھوکہ لگا ہے اور ان کا ایک بڑا اعتراض یہ ہوتا ہے۔ کہ محدود اعمال کے نتیجہ میں غیر محدود نجات نہیں مل سکتی۔ اس کا جواب حضرت مسیح موعود نے نہایت ہی عمدہ دیا ہے۔ فرمایا۔ انسان اپنے اعمال کو خود محدود نہیں کرتا۔ اس کا تو یہی ارادہ ہوتا ہے۔ کہ ہمیشہ خدا کی اطاعت و عبادت میں ہی لگا رہوں۔ لیکن چونکہ خداوند اسے موت دیدیتا ہے۔ اس لئے وہ اور اعمال نہیں کر سکتا۔ اور اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ بلکہ وہ غیر محدود نجات کا مستحق ہے کیونکہ اس کے اعمال اگرچہ محدود ہیں۔ مگر چونکہ اس کا

ارادہ اعمال تو غیر محدود تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ جزا بھی غیر محدود دیتا ہے۔ جو اس کا فضل ہے مگر اس فضل کا مستحق انسان استقامت سے ہی بن سکتا ہے۔

ہماری جماعت میں استقامت کی ضرورت

غرض ہر فعل۔ اور ہر کام میں استقامت کی بہت ہی ضرورت ہے۔ خدا تعالےٰ نے یہی فرمایا ہے۔ کہ انسان اپنے اعمال میں استقامت دکھائیگا۔ تو خدا تعالےٰ سے انعامات غیر محدود حاصل کریگا۔ اور رسول کریم نے بھی اس کے متعلق سخت تاکید کی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں اس کی کمی ہے حالانکہ استقامت بہت بڑی چیز ہے۔ اس کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ میں نے کئی کام بعض ایسے لوگوں کے سپرد کئے جنہوں نے اس کے لئے نام لکھوائے اور بڑے جوش سے اٹھے تھے۔ مگر پھر خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب کی کتابوں کا انڈکس بنانے کے لئے جب اعلان کیا گیا تو کئی لوگوں نے نام لکھوائے۔ اور ابتدا میں بڑا جوش رہا۔ کئی لوگ مجھے روزانہ پوچھا کرتے تھے۔ کہ کس طرح تیار کریں۔ لیکن نہیں معلوم اب وہ کیا کر رہے ہیں۔ تین مہینہ کی مدت مقرر کی گئی تھی۔ مگر اب چھ مہینے اس کے بعد بھی گذر گئے ہیں۔ چھوٹے ہوتے ایک قصہ سنا کرتے تھے کہ ایک دیو تھا۔ جو چھ مہینہ سوتا تھا۔ اور چھ مہینہ جاگتا تھا۔ لیکن ہماری جماعت کے بعض لوگ سال میں صرف تین دن جلسہ میں جاگتے ہیں۔ اور جلسہ ختم ہونے کے معًا بعد سو جاتے ہیں۔ جلسہ میں تقریریں سن کر خوش ہو جانا۔ یا اس وقت جوش دکھا دینا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ بلکہ تقریروں میں جو کچھ بتایا جاتا ہے۔ اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ تقریریں تو آپ لوگوں کو کام کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کی جاتی ہیں۔ سو کام کرو اور استقامت سے کرو۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے تمام کاموں میں استقامت و استقلال اختیار کرو۔ کسی کام کے لئے چند روزہ جوش سے وہ کام نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس کے انجام پذیر ہونے کے لئے مسلسل کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھکو اور آپ لوگوں کو بھی کام کرنے کی توفیق دے۔ اور استقامت عطا فرمائے آمین۔

اہل ہنود میں جانوروں کی قربانی

ہر مذہب و ملت کی مذہبی اور تاریخی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جانوروں کی قربانی کا مسئلہ ایک نہایت پرانا اور قدیمی مسئلہ ہے۔ اور اس پر کسی نہ کسی رنگ میں عمل درآمد ہوتا چلا آیا ہے۔ چونکہ فی نفسہ یہ فعل اپنے اندر بڑے بڑے فوائد رکھتا ہے۔ اس لئے اسلام نے بھی اس کا حکم دیا۔ لیکن ان تمام نقائص اور برائیوں کو دور کر کے جو دیگر مذاہب کے لوگوں نے اپنی لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے یا نفسانی خواہشات اور وحشیانہ عادات کی تحریک سے اس کے ساتھ ملا کر اسے نہایت ظالمانہ اور بیرحمانہ فعل بنا لیا تھا۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ وہ لوگ جن کی مذہبی یا تاریخی روایات کھلے طور پر شہادت دے رہی ہیں۔ کہ ان کے بڑے نہایت بیرحمانہ طریق سے جانوروں کو ہلاک کرنے کا نام قربانی رکھتے تھے وہ اسلام کے اس نقص کو دور کرنے پر اس کی خوبی کے قائل ہو جاتے۔ لیکن افسوس کہ وہ گھر کی باتوں کو بھول کر یا دیدہ و دانستہ ان سے چشم پوشی کر کے بڑے زور شور سے اسلام پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ اس نے اپنے پیرووں کو قربانی کا حکم دیکر جانوروں پر ظلم کا دروازہ کھول دیا ہے۔ یہ اعتراض ان لوگوں کے منہ سے سن کر جو سبزی میں روح ماننے کے باوجود اسے اپنے نفس کیلئے قربانی کرنے سے ذرا دریغ نہیں کرتے ہمیشہ تعجب ہی ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ اگر جانوروں پر ذبح کرنا ان پر ظلم کرنا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ سبزی اور پھلوں پر چاقو اور چھری چلانا ظلم نہیں ہے جن میں ویسی ہی روح مانی جاتی ہے جیسی جانوروں میں اس کا کوئی تسلی بخش جواب آج تک نہیں دیا گیا اور نہ ہی دیا جا سکتا ہے۔ ہاں آئے دن قربانی کے لئے جانوروں کو ذبح کرنے پر کہا جاتا ہے۔ کہ یہ بے رحمانہ فعل ہے۔ اگر ایسا کہنے والے ذرا غور و فکر سے کام لیتے۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ اسلام نے جو قربانی کا حکم دیا ہے وہ بیرحمانہ نہیں ہے۔ بلکہ بیرحمانہ وہ فعل ہے جو اسلام سے قبل انہیں کے بزرگوں کا دل پسند شغل تھا۔ اور جس کی یاد اس وقت بھی کسی نہ کسی علاقے میں سال بسال تازہ کیجاتی ہے چنانچہ اخبار اتحاد میں شائع ہوا ہے کہ

"علاقہ گڑھوال میں ایک نہایت بیرحمانہ رسم قربانی کی ہوتی ہے۔ اس کے ادا کرنے والے علاقہ کے ہندو ہیں۔ قربانی کی رسم ادا کرنے سے پہلے ایک برہمن بلایا جاتا ہے وہ دیوی کے مندر میں چوک پورتا ہے۔ اس کے بعد گاؤں کا سردار آتا ہے۔ وہ اپنے ساتھ بھینس کا ایک بچہ لاتا ہے جو عمر میں دو یا تین دن کا ہوتا ہے۔ پوجاری پہلے کچھ پڑھتا ہے۔ اور پھر ایک کند تلوار بھینس کے بچے کے گلے پر مارتا ہے۔ چار پانچ ضربات لگانے سے اس کا سر اس کے دھڑ سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ پھر اچھوت ڈوموں کا ایک گروہ اس کی لاش پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ اور نوچ نوچ کر لیجاتا ہے۔ اس کے بعد ایک بڑا موٹا تازہ تندرست مضبوط پلا ہوا بھینسا لایا جاتا ہے۔ جو چار رسوں سے جکڑا ہوا ہوتا ہے۔ پوجاری کی ایک اجازت ہونے پر اسکو خوب کھیتوں میں دوڑایا جاتا ہے۔ جب تھک کر چلنے سے رہجاتا ہے تو اس کو شراب پلائی جاتی ہے۔ اس کے بعد پوجاری کی اجازت حاصل کر کے بھینسہ کی پیٹھ پر اسی تلوار سے ایک زخم لگایا جاتا ہے۔ اس میں نمک بھی ڈالا جاتا ہے نمک کے لگنے سے بھینسہ بہت مضطرب ہوتا ہے۔ اور سخت تڑپتا ہے۔ تب تمام اہل گاؤں خوش ہو کر اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ کسی کے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی ہے۔ کسی کے ہاتھ میں بانس اور ڈنڈا۔ کوئی اینٹ اور پتھر پھینکنے شروع کرتا ہے غرض ڈیڑھ دو گھنٹہ اسی طرح کی مار سے اسکو ختم کر دیتے ہیں۔ اور پھر اس کی لاش

صداقت الاسلام

دیانندی شبہات کا قلع قمع

از جناب مولوی ابومحمد محفوظ الحق صاحب

۳

مسلمانوں کے فیصلے

مہاشہ جی نے یکم ستمبر کے پرکاش میں جو آیتیں لکھ کر شبہات پیش کئے ہیں۔ ان سب کا ایک یہی جواب کافی تھا کہ تم آیتوں کا مطلب نہیں سمجھ سکے۔ اس لئے جو شبہات تم نے کئے ہیں اپنے بیان کردہ مطلب پر کئے ہیں۔ شبہات قرآن کریم پر ہرگز نہیں" اگرچہ مولوی وحیدالزماں صاحب کے نوٹوں سے فائدہ اٹھانا چاہا ہے جس کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ کہ مولوی وحیدالزماں صاحب کے نوٹوں کا اثر قرآن پر ہرگز نہیں پڑ سکتا قرآن پاک ان کے نوٹوں کا ذمہ دار نہیں۔ اور نہ ہم مسلمانوں پر ان کے نوٹوں سے کچھ اعتراض آسکتا ہے۔ قرآن شریف کے خلاف کسی کا قول حجت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مسلمان اسکو سننا بھی نہیں چاہئے۔ بس یہی ایک جواب تمام شبہات کے فنا کرنے کے لئے کافی تھا۔ مگر ہم مہاشہ جی کے شبہات لکھ کر پیش کردہ آیتوں کا صحیح صحیح مطلب الگ الگ بیان کئے دیتے ہیں۔ تاکہ معترض صاحب کی رہنمائی کا ثواب ہم کو حاصل ہو اور ہماری طرف سے اتمام حجت ہو جائے۔

معترض صاحب لکھتے ہیں کہ "مسلمانوں کے فیصلے صرف قرآن وحدیث سے ہوں فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاٰخر" اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ اگر حاکم ومحکوم میں کسی بات یا کسی مقدمہ میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ تو مسلمان اپنا فیصلہ قرآن وحدیث کی رو سے کرالیں۔ تاکہ فیصلہ بآسانی ہو کر اختلاف مٹ جائے۔ چنانچہ ہر سلطنت میں اسلامی جذبات کا لحاظ رکھ کر ان کے فیصلے قرآن وحدیث کے مطابق کرا دیئے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ ہند کو ہی دیکھ لو کہ اس نے قانون شرع محمدی (اپنی کچہریوں) میں عام طور پر رکھا ہے۔ کہ جو مسلمان چاہے قرآن وحدیث کے مطابق اپنے مقدمات فیصل کرے۔ بلکہ گورنمنٹ نے تو ہر مذہب وقوم کے اصول بلکہ رواج کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ بہت سے مقدمات رواج ہی کے مطابق فیصل کئے جاتے ہیں۔ پھر اگر مسلمانوں کے فیصلے قرآن وحدیث سے ہوں تو کونسی اعتراض کی بات ہے۔ پس آیت کا مضمون تو یہ ہے۔ مگر اس پر مہاشہ جی کا علم وعقل ملاحظہ ہو۔ کہ اس سے یہ نتائج اخذ کر ڈالے

(۱) مسلمانو! اپنے جھگڑوں کو غیر از مسلم بادشاہوں کے پاس مت لے جاؤ۔ (۲) ایسا کرو گے۔ تو اسلام سے خارج سمجھے جاؤ گے۔ (۳) ایمان واسلام کے لئے صرف مسلمان حاکموں سے فیصلہ کرانا شرط ہے۔

مہاشہ جی کو ایسی بے بنیاد باتیں اپنے جی سے جوڑتے ہوئے شرم تو آتی ہوتی۔ ؎

یہ بیکار باتوں پر ایسی ڈھٹائی
مہاشہ کو شرم وحیا بھی نہ آئی

مفسدوں سے بچو

یاعبادی الذین اٰمنوا ان ارضی واسعۃ فایای فاعبدون (عنکبوت ۴ع)

(میرے مسلمان بندو۔ میری زمین بہت وسیع ہے۔ تم خاص میری ہی بندگی کرو) آیت مذکورہ بالا میں خدا تعالیٰ صرف اپنی عبادت کی تعلیم دیتا ہے اسپر مہاشہ جی نے جو موٹے حروف میں ڈبل اعتراض کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ "جہاں دین کی آزادی نہ ہو وہاں سے چلدو"۔

اے مہاشہ جی کی عقل ذرا تو ہی بتا دے۔ کہ یہ کیا اعتراض ہوا۔ اول تو مہاشہ نے بے ڈھنگے لفظ رکھ کر ایک بھونڈی سی بات کہدی۔ افسوس خود اپنا منہ سنبھالنا چاہئے۔ قرآن کریم کے کیوں منہ آتے ہیں۔ دوسرے اپنے منہ سے کہی ہوئی بات کو قابل تعزیر ٹھہرا کر وہ خود اپنے ہی ہاتھوں اپنا منہ پیٹ رہے ہیں۔

تیسرے اگر ہم ان کی بات تسلیم بھی کریں تو بھی مطلب یہی ہوا کہ جہاں دین کی آزادی نہ ہو اور کافر تمھیں دین پر عمل نہ کرنے دیں۔ اور تمھاری جان وایمان کے دشمن ہوں تو تم مفسدوں سے بچو۔ اور اس جگہ سے امن کی جگہ چلے جاؤ۔ اور چین سے اپنے خدا کی عبادات میں لگ جاؤ۔ پس یہ تو نہایت ہی پر امن تعلیم اور عفو وصفح کا استعمال ہے۔ مگر ہٹ دھرمی کے گند میں ڈوبے ہوئے لوگوں سے انصاف کی توقع کہاں

کوئی ان نکتہ چینوں سے امید واد کیا رکھے
ہوئے ہیں ان کے دل گندے صفائی آنہیں سکتی

مشرک نہ بنو

ولا یصدنک عن اٰیٰت اللہ بعد اذ انزلت الیک وادع الی ربک ولا تکونن من المشرکین ؕ (ترجمہ) ایسا نہ ہو کہ آیتیں اترے بعد کافر تجھکو روک دیں تو لوگوں کو اپنے دین پر بلاتا رہ اور مشرکوں میں شامل مت ہو یہ الفاظ معترض اگرچہ قابل اعتراض ہیں۔ لیکن اس کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم یہ دریافت کرتے ہیں۔ کہ اسپر کیا اعتراض آپ نے کیا۔ کیا آپ کے نزدیک لوگوں کو مشرک ہو جانا چاہئے۔ ہاں جو کچھ اعتراضی رنگ میں کہا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ معترض صاحب نے جلی قلم سے لکھا ہے۔ "مشرک لوگوں سے مت ملو"۔ ہمیں تو ایسی نامعقول لغو۔ لچر۔ پوچ۔ مکروہ مطلب سازی دیکھ کر سخت تعجب آتا ہے۔ اگر معترض کو کچھ شرم وحیا کی ہوا لگی ہو گی۔ تو آئندہ کبھی سر نہ اٹھائیگا۔ مشرک لوگوں سے مت ملو یہ ترجمہ کسی سے سیکھا ہے۔ یا یونہی آریوں کو دھوکہ دیکر اہل علم کے سامنے اپنا منہ کالا کیا ہے۔ آیت کا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ "مشرک نہ بنو" مگر کیا کیجئے کہ اس شہرت کے چاہنے معترض نے تو آریوں کی

ہر جگہ ملیا ڈبودی ہے
غلط گوئی کی کوئی انتہا دکچھ حد بھی اے ظالم
کہ بھد ہو چکیں اس کام سے رسوائیاں تیری

احترام مسجد الحرام

ہر قوم کا معبد ایک نہ ایک ضرور ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس کی تعظیم دینی شعائر میں سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اہل اسلام کی مسجد حرام جو اسلام کے مرکزی مقام مکہ میں واقع ہے ایسی ہی واجب التعظیم ہے۔ کہ ظاہری باطنی کسی قسم کی نجاست اس میں نہیں چھوڑی جا سکتی۔ اسی طرح اس میں ایک خاص وقت سے مشرکوں کے جانے کی اجازت نہیں رہی چنانچہ ارشاد ہوا۔ یا ایہا الذین امنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ھذا یعنی ایک خاص وقت سے اور خاص مسجد حرام میں آنے کی اجازت نہیں رہی۔ کیونکہ مسجد حرام ایک پاک و مبارک مرکزی مقام ہے۔ مبادا مشرکین سیر کے بہانہ سے کوئی شرارت کریں۔ جو حرمت مسجد حرام کے خلاف ہو۔ اس طرح اسلامی جذبات کو ٹھیس لگ کر یہ شرارت کسی فتنہ کا پیش خیمہ نہ بن جائے۔ اور مفسدت کی دوسری ہو۔ باقی رہیں اور تمام دنیا کی مسجدیں ان کا یہ حکم نہیں۔ مگر معترض مسجد حرام کی خصوصیت نظر انداز کر کے نیش زنی کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ "اب سے کوئی مشرک مسجد میں نہ گھسنے پائے" پس معترض کو اندھا دھند اعتراض کرنے سے مطلب ہے۔ چاہے حقیقت امر کچھ بھی ہو۔

کیا کرے بیچارہ اپنی طبیعت سے مجبور ہے
نیش عقرب نہ از پے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

خدائی فیصلہ

افغیر اللہ ابتغی حکما میں اللہ کے سوا دوسرے فیصلہ کرنے والے کو کیوں ڈھونڈوں دپ سورہ انعام رکوع ۲) اس قدر لکھ کر مہاشہ جی یوں اعتراض فرماتے ہیں کہ "عیسائی اور یہودیوں کے فیصلے نامنظور ہم پوچھتے ہیں۔ اگر کوئی عیسائی یا یہودی یہ فیصلہ کردے۔ کہ "وید الہامی نہیں" روح و مادہ قدیم نہیں۔ نیوگ ایک بے حیائی ہے۔ ہون میں گھی پھونکنا اسراف و نادانی ہے۔ تو کیا آریہ سماج ان باتوں کو ٹھنڈے دل سے ان کر عیسائیوں اور یہودیوں کے فیصلے منظور کریگا۔ اگر نہیں تو ظلم اور صریح ظلم ہے کہ مسلمان مذہبیات میں ایسے فیصلہ منظور کریں۔ پھر یہودی یا عیسائیوں کا اس آیت میں ذکر تک نہیں بلکہ خدا تعالے نے اس حقیقت پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ مذہب میں صرف خدا کو حکم مانا جائے۔ اس لئے کہ فرماتا ہے۔ وھو الذی انزل الیکم الکتاب مفصلا۔ خدا کے سوا کسی کو حکم کیوں بنایا جائے حالانکہ وہی پاک ذات ہے۔ جس نے تم لوگوں کی طرف یہ کتاب بھیجی۔ جس میں سب تفصیل موجود ہے۔ کیا وید یا انجیل میں بیع و شریٰ۔ طلاق و عتاق۔ آداب مجلس۔ کھانے پینے۔ اٹھنے بیٹھنے۔ حقوق عباد و جملہ معاملات معاشرت و اخلاق تمدن۔ سیاسیات حکومت۔ تجارت غرضکہ تمام حیات و ممات کے ضروری مسائل موجود ہیں (کہیں نہیں) یہ صرف قرآن پاک ہے۔ جو انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ اور روحانی و مادی (دنیاوی و دینی) صلاح و فلاح کی راہیں بتاتا ہے۔ دیگر مذاہب کی بنیادی کتابیں خود گمان و ظن پر مبنی ہیں۔ کامل بصیرت صرف قرآن پاک میں ہے۔ پھر توہم پرست لوگوں کی پیروی ایک روشن خیال اور زندہ دل کیونکر کر سکتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون۔ اکثر لوگ تو ایسے ہیں۔ کہ اگر ان کے کہے پر چلو تو تمکو راہ خدا سے بھٹکا دیں یہ تو اپنے ذہنی خیالات پر چلتے ہیں۔ اور اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔ پس قابل اعتماد و لائق عمل مذہبیات میں خدائی فیصلہ ہے۔ اور بس۔

اگر مہاشہ جی یہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ کہ اس آیت میں یہ حکم ہے۔ کہ عیسائی اور یہودیوں کے فیصلے دنیاوی معاملات میں بھی نامنظور سمجھے جائیں۔ تو یہ ان کی سخت جہالت ہے۔ ہم اس کا کیا علاج کریں۔ ہر اعتراض ناسمجھی کا ثمرہ اور غلطی کا نتیجہ ہے۔ دیکھئے مہاشہ جی ایسی باتوں سے کب توبہ کرتے ہیں۔

ہر اعتراض ان کا غلط سر بسر غلط
لکھتے رہینگے کیا وہ یونہی عمر بھر غلط

کافروں کی مت سنو

کسی نے ایک بھوکے سے چاند کیطرف اشارہ کر کے پوچھا۔ کہ یہ کیا ہے۔ تو اس نے کہا ایک روٹی ہے معترض صاحب بھی اعتراض کے کچھ ایسے ہی بھوکے ہیں کہ ہر بات میں انھیں اعتراض ہی سوجھتا ہے اور وہ بھی ایسا معقول کہ جیسا بھوکے نے چاند کو روٹی کہا تھا۔ چنانچہ معترض صاحب آیت کا ایک حصہ اور اس کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ کہ بل اللہ مولکم بلکہ اللہ تمہارا کارساز مالک ہے اور اسپر یہ اعتراضی فقرہ چسپاں کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ "بس اب کافروں کی مت سنو" ہم کہتے ہیں کہ اچھا یہ بھی سہی۔ تو کیا آپ کے خیال میں کافروں کی سنکر ان کے کہنے پر چل کر کفر اختیار کریں۔ ہاں آپ ہی ذرا انصاف سے کہدیجئے۔ کہ کیا آپ کے شبہات قابل قبول یا سننے کے لائق ہیں۔ کہاں خدا کی حمد و ثنا کی آیت اور کہاں آپ کی ناسمجھی و غوایت۔ اے خواب غفلت کے متوالو

جذبۂ انصاف کھو بیٹھے ہو تم
عقل سے بھی صاف ہو بیٹھے ہو تم

بھلائی کی نصیحت برائی کی ممانعت

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون اور تم میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہونے چاہئیں۔ جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائیں۔ اور اچھی بات کا حکم کریں۔ اور بُرے کام سے منع کریں۔ یہی لوگ آخرت میں بامراد ہونگے" یہ تو آیت اور اس کا ترجمہ ہے۔ جو مہاشہ جی نے پیش کیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر

بمبئی میں احمدیت کی فتح

از حکیم خلیل احمد صاحب

احمدیت کے دلائل اور اس کی تبلیغ نے بمبئی کے سارے علماء اور ساری انجمنوں کے سکرٹریوں پر کیسا رعب ڈالا ہے۔ اور سارے مخالف علماء کیسے دم بخود ہیں۔ ذیل کے واقعات اور اخبار مفید روزگار کے ایڈیٹر کے شائع کردہ مضمون سے معلوم ہو جائیگا۔

انجمن احمدیہ بمبئی کا ایک عام چیلنج، اخبار مفید روزگار مورخہ ۲۳- جون ۱۹۱۸ء میں شائع کیا گیا تھا جس میں بمبئی کے تمام علماء اور مشائخ اور انجمنوں کے سکرٹریوں اور نیز عیسائیوں کو چیلنج دیا گیا تھا۔ کہ اگر آپ لوگ حیات مسیح کے مدعی ہیں۔ تو ہمارے علماء اور مبلغین کی موجودگی میں اس کا ثبوت پیش کریں۔ اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی مسیحیت اور مہدویت کا ثبوت ہم سے لیں۔

اس کے جواب میں دو ایک مولوی صاحبان نے اور دو ایک انجمنوں کے سکرٹریوں نے بجائے چیلنج کو منظور کر لینے کے بہت گالیاں اخبار میں شائع کیں اور لکھدیا کہ مرزائیوں کو چیلنج دیا جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا سچا آدمی ہونا ثابت کریں۔ اور اس کے لئے جو مقام تجویز کریں اسی اخبار کے ذریعہ اطلاع دیں۔

ہماری طرف سے ان سب کا ایک مسکت جواب دیا گیا اور ان کے چیلنج کو بھی قبول کر کے اخبار مفید روزگار مورخہ ۲۰- جولائی کے ذریعہ ان کو اطلاع دی گئی کہ ہماری جماعت کے مبلغ احمدیہ ایسوسی ایشن میں ۲۸- جولائی کو ۸ بجے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان کا صادق اور معصوم انسان ہونا ثابت کریں گے۔ اور نام بنام ان کو مدعو کیا گیا کہ آپ لوگ آئیں اور دلائل کے سننے کے بعد اگر غلط ہوں تو ان کو توڑ کر دکھائیں لیکن کوئی مولوی مد مقابل میں نہ آیا۔

لوگوں میں جب اس طرح بھی ان مولویوں کی خفت ہوئی۔ تو انھوں نے مشورہ کر کے مولوی عبدالرؤف صاحب سکرٹری انجمن حنیفۃ الاسلام کی طرف سے ایک خط بھجوایا کہ ہم لوگ مع اپنے احباب و دیگر مذاہب کے لوگوں کے ۳۰- جولائی ۸ بجے شب کو شرائط وغیرہ طے کرنے کے لئے آنا چاہتے ہیں۔ ادھر سے جواب دیا گیا۔ کہ آپ لوگ ضرور آئیں اور مشکور فرمادیں۔ ۳۱ کی شب کو ۸ بجے مولوی عبدالرؤف تنہا آئے اور مہلت چاہی کہ کوئی دن مقرر کیا جائے۔ ہمارے علماء اور احباب اسوقت نہیں آسکے۔ چنانچہ ان کی استدعا پر پیر کا دن مقرر کیا گیا۔ ان دو چار دنوں میں مولوی عبدالرؤف صاحب نے اپنی پوری طاقت کے ساتھ بمبئی کے علماء اور عوام کو برانگیختہ کیا۔ اور ہمارے سلسلہ کے خلاف غلط باتیں مشہور کر کے ان کو سیاست پر آمادہ کیا کہ مباحثہ کریں۔ اور پہلے شرائط طے کریں۔ اس پیر کے روز ہمارے ہاں علاوہ احمدیوں کے بہت سے غیر احمدی اور غیر قوم کے مہذب اور شریف لوگ جمع ہو گئے۔ بہت انتظاری کے بعد مولوی عبدالرؤف صاحب تشریف لائے۔ مولوی صاحب سے پہلے روز کی ڈینگ اور آج کی بیکسی کا سبب پوچھا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ مولوی صاحب ہر ایک کے پاس گئے حتی کہ جمعہ مسجد کے امام اور خطیب کے پاس گئے تھے۔ اور شیعوں کے علماء کے پاس بھی گئے تھے۔ مگر باوجود وعدہ کے کوئی نہیں آیا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اب مجھکو کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود سب کچھ طے کرونگا۔ اور مباحثہ کرونگا۔ مولوی صاحب نے سب سے پہلی بات یہ پیش کی کہ جب تک شرائط طے نہ ہو جائیں۔ ان کو اخباروں خصوصاً بیرونی اخباروں میں شائع نہ کیا جائے۔ لیکن لوگوں نے اسے یہ کہکر رد کر دیا کہ جب کہ آپ شرائط طے کرنے کے لئے آتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ طے نہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ خود سوچ کر آئے ہیں۔ کہ طے نہیں کرونگا۔ صرف باتیں بنا کر چلا آؤنگا۔ اس وجہ سے قبل از وقت یہ بات آپ پیش کرتے ہیں۔ مولوی صاحب نادم ہو گئے اور شرطیں طے ہونے لگیں۔ اس وقت مولوی عبدالرؤف صاحب جس طرح گھبرا گھبرا کر باتیں کرتے تھے۔ اور اپنی سابقہ تحریروں کو خود اپنی زبان سے غلط کہتے تھے یہ اس وقت کے تمام غیر احمدی اور غیر مسلم لوگوں کو معلوم ہے۔ مشکلوں سے کچھ باتیں طے ہوئیں۔ لیکن جب ان کو بعد میں یہ معلوم ہوا کہ دعاوی کے معنی ایک دعوی نہیں۔ بلکہ اس کے اندر حضرت مرزا صاحب کے سارے دعوے یہانتک حیات و ممات مسیح اور مسیحیت اور مہدویت کی بحث بھی آتی ہے۔ تو پھر تمام لکھی ہوئی شرطوں سے بچوں کی طرح مکر گئے۔ اور یہ عذر پیش کیا گیا کہ مجھکو معلوم نہیں تھا کہ دعاوی کے لفظ میں ساری باتیں آتی ہیں۔ میں اور کسی بات پر بحث نہیں کرونگا۔ صرف مرزا صاحب کی معصومیت پر بحث کرونگا۔ گو میں نے اور دوسرے لوگوں نے بھی ان کو سمجھایا۔ کہ مرزا صاحب کی صداقت کے اندر یہ بحث بھی آتی ہے۔ لیکن ان کو ایک ہی بات یاد تھی۔ پھر کہا گیا اچھا آپ یہ لکھدیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے دوسرے دعاوی سے مجھکو سروکار نہیں۔ اور میں ان کو غلط نہیں سمجھتا ہوں۔ یا یہ کہ میں ان پر بحث نہیں کر سکتا ہوں۔ تو پھر صرف معصومیت پر ہی بحث ہوگی۔ چونکہ مولوی عبدالرؤف صاحب سخت لاجواب ہو رہے تھے۔ اس لئے غصہ میں آکر کہنے لگے۔ کہ آپ مرزا صاحب کے سچے آدمی ہونے پر بحث کر سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ میں صرف اسی کے لئے آیا ہوں۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔ اور اس بات کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہوں۔ صرف ان حاضرین کو یہ دکھانا تھا۔ کہ آپ کتنے پانی میں ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کے دعاوی وفات مسیح اور مسیحیت و مہدویت وغیرہ پر بحث کرنے سے آپ اور بمبئی کے سارے علماء کس طرح بھاگتے ہیں۔ اور اپنی زبان سے گریز کا اقرار کرتے ہیں۔ اس کو ان موجودہ حاضرین نے دیکھ لیا۔ اب آپ کی نسبت

کی حقیقت بھی لوگوں کو معلوم کرا دیتا ہوں۔ میں اس بحث میں یہ بھی دیکھا دونگا۔ کہ آپ کسی کو بھی معصوم نہیں مانتے ہیں۔ اور نہ آپ کے پاس کسی کی معصومیت کے دلائل اور ثبوت ہیں اور نہ آپ کو معصومیت کے معنی معلوم ہیں لیکن اگر آپ اس وقت حضرت مرزا صاحب کی صداقت اور معصومیت کے دلائل سننا چاہتے ہیں۔ تو میں اس وقت بھی پیش کر سکتا ہوں۔ اور اگر آپ اس وقت اور یہاں سننا نہیں چاہتے۔ تو میں آپ کی انجمن کے سٹیج پر چڑھکر حضرت مرزا صاحب کو صادق اور معصوم ثابت کر سکتا ہوں۔ میری طرف سے کوئی شرط نہیں۔ آپ جس قدر بمبئی کی مخلوق چاہیں جمع کریں۔ صدر جلسہ بھی اپنے میں سے ہی تجویز کریں۔ اور ہمارے مقابلہ کے لئے آپ خود یا کسی مشہور نکتہ چین مولوی کو بلا لیں۔ میں آپ کی انجمن آپ کے مجمع آپ کی سٹیج پر حضرت اقدس مرزا صاحب کی صداقت اور معصومیت کے دلائل پیش کرونگا۔ اور آپ اور بمبئی کے سارے علماء بلکہ بیرونی مولوی بھی مل کر ہمارے پیش کردہ دلائل کو توڑ کر دکھائیں کہیئے اب تو آپ خوش ہوئے۔ یا اب بھی کوئی عذر ہے ہماری طرف سے ان باتوں کو سنکر مولوی صاحب نے سمجھا کہ اب تو دل کی بھڑاس نکالنے اور نکتہ چینیاں کرنے۔ اور گالیاں دینے کا اچھا موقعہ ہے۔ بس ایک کاغذ پر مجھکو جلدی سے یہ لکھ کر دینے لگے کہ آپ فلاں روز فلاں وقت فلاں مقام پر آجائیں۔ مگر افسوس لکھتے لکھتے خدا جانے کیوں مولوی صاحب کا ہاتھ کانپ گیا۔ اور کس خوف نے ان کے ہاتھ میں رعشہ پیدا کر دیا یا ان کے عیسائی ساتھی نے ان کو منع کر دیا کہ اس لکھی ہوئی تحریر کو بھی مولوی صاحب نے جیب میں رکھ لیا۔ اور بغیر کچھ فرمائے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور چلے گئے۔ سامعین اور حاضرین کو حیرت تھی کہ اب مولوی صاحب کیوں چلے جا رہے ہیں۔ جبکہ ان کے حسب منشا ساری بات منظور کی گئی اور کہا کہ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ بمبئی والوں نے "مباحثہ سے گریز" کے الفاظ سنے تھے۔ مگر گریز کی چلتی پھرتی اور بھاگتی ہوئی تصویر ان لوگوں نے نہیں دیکھی تھی۔ وہ اس روز دیکھ لی۔ اور اس کے دیکھنے والے نہ صرف احمدی یا غیر احمدی مسلمان تھے۔ بلکہ ہندو عیسائی اور سکھ قوم کے معزز آدمی بھی تھے۔ اور اخبار مفید روزگار کے معزز اڈیٹر بھی تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے بعد جو کچھ اپنے اخبار مورخہ ۱۱-اگست سنہ ۱۹۱۸ء میں لکھا ہے۔ وہ قابل پڑھنے کے ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ معزز اڈیٹر الفضل اس کو اپنے الفضل میں چھاپ دیں۔ تاکہ اس چیخ و پکار سے ان لوگوں کی بیکسی اور احمدیت کے رعب کا پتہ لگ سکے۔ اور احمدی احباب پڑھ کر خدا کے اس پیارے مسیح موعود پر درود بھیجیں جس نے ہمیں ایسا علم کلام دیا ہے۔ جس کے مقابلہ پر ٹھہرنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ ممکن ہے اخبار مفید روزگار کی اس فریاد پر امرتسری یا سیالکوٹی یا مونگیری نل۔ بمبئی کے علماء کی مدد کو پہنچے۔ اور احمدی مبلغ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جائیں۔ (خاکسار غلام احمد بمبئی)

بمبئی کے علماء اور اخبار مفید روزگار

اخبار مفید روزگار "بمبئی کے علمائے دین اور مولوی صاحبان کے عنوان سے لکھتا ہے" اس اخبار میں اجرتی مراسلے کئی ہفتہ تک شائع ہوتے رہے۔ جو تمام بمبئی کے علماء دین اور مولویوں تک اس کے مضمون سے بخوبی واقف ہیں۔ لیکن میں سخت حیران ہوں۔ کہ جو واقعات اور حالات ہم نے دیکھے اور سنے ہیں اور مفید روزگار کے اُجرتی مراسلات میں شائع ہوئے ہیں۔ میرا یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ بمبئی کے دعوتیں اڑانے اور لوگوں کو تبرا بازی کہنے۔ یا زیب تن جبہ قبہ پہن کر عمامہ سر پر باندھ کر لوگوں سے ٹیکس وصول کرکے وعظ نصیحت کرتے ہیں۔ یا اُنھوں نے علم صرف اس لئے حاصل کیا ہے۔ کہ لوگوں کو اسلام کے شیدائی بنائیں۔ ولیکن ہم اُسپر کچھ عمل نہ کریں مجھے ڈر ہے۔ کہ کہیں مجھ پر بھی کفر کا فتویٰ جاری نہ کردیں۔ خیر کچھ بھی سہی کہیں لیکن ہم نہایت ادب سے اُن کی خدمت میں عرض کرنا اپنا فرض خیال کرتے ہیں۔ اسلام مقدس مذہب اسلام جس کا محافظ خدا ہے۔ لیکن مقدس مولوی صاحبان جن کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ وارث الانبیاء ہیں اُن کو غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر دشمنان اسلام کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ مجھکو افسوس ہے۔ کہ جو چیلنج مرزائیوں نے مولویوں کو دیا ہے آج تک کسی بمبئی کے مولوی نے اُن کو جواب نہیں دیا حالانکہ سب کے سب جانتے ہیں۔ اسلام میں وہ ہی لوگ خطرناک ہیں۔ جن کی صورت سیرت مسلمانوں کی سی ہوتی ہے۔ اسلام کو ایسے ہی لوگوں کی طرف سے ضعف پہنچا ہے۔ جو قرآن شریف اور حدیث نبوی کو ہاتھ میں لے کر آپ کو ناجی اور دوسروں کو ناری بتاتے ہیں۔ اور گمراہ کرتے ہیں۔ کچھ زیادہ دن نہیں گذرے کہ مرزائیوں نے ایک عام اعلان کے ذریعہ تمام اہل مذاہب کو چیلنج دیا تھا اس وقت ہم کو دیگر مذاہب سے بحث نہیں۔ کہ انھوں نے مرزائیوں کو جواب دیا یا نہ دیا لیکن خاص بمبئی کے مولویوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اگر عیسائی آریہ بابی یا کوئی اور جو خدا و رسول قرآن کو نہیں مانتا وہ تو کھلا مخالف ہے۔ جس کا کوئی اندیشہ نہیں۔ لیکن مرزائیوں کا فرقہ جو آپ کو مسلمان کہنے اور مرزا جی کو بعد پیغمبر خدا صلعم کے نبی ماننے اور دوسرے مسلمانوں کو جو مرزا جی کی نبوت کے منکر ہوں۔ کافر جانتے ہیں۔ مگر کوئی مولوی اُن کے مقابلہ کو نہیں آیا۔ اس لئے اُن کا حوصلہ بڑھتا جاتا ہے۔ ہر ایک مولوی کا فرض ہے۔ کہ اس کا انتظام کرکے دندان شکن جواب دے۔ گو ہم نے

یہ بھی سنا کہ مرزائیوں کا چیلنج محض اخبار میں شائع نہیں ہوا بلکہ یہاں کے مولوی صاحبان کو اور ذرائع سے بھی اطلاع پہنچی تھی۔ مگر سب کے سب مولوی تمام بجوڑ اور خواب خرگوشی کے خراٹے لیتے رہے کسی کو مقابلہ کی جرات نہ ہوئی۔ میں نے مانا کہ یہ جدید فرقہ ہے۔ آپ کو ان کے اعتقادات کے دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ تو بھی آپ عالم فاضل ہیں۔ اگر تمام شہر کے عالم فاضل مولوی جمع ہو کر اتفاق کرتے اور اس کی ایک کمیٹی بناتے یا شہر کے متمول صاحبوں سے ملتے اور ایک فنڈ جمع کرتے اگر خود میں طاقت جواب دینے کی نہ تھی تو بیرونجات سے عالم فاضل مولویوں کو بلواتے۔ جیسا کہ دیگر ممالک میں جو مرزائیوں کو بذریعہ تحریر اور تقریر کے لاجواب کر چکے ہیں۔ اور فراری کا تمغہ مل چکا ہے۔ بمبئی کے مولویوں کی طرف سے بھی مل جاتا۔ لیکن افسوس کہ جماعت مرزائیوں سے تمام بمبئی کے علماء دین ڈر گئے۔ اور کوئی اُن کے مقابلہ میں صرف شرائط مباحثہ میں نہ آیا۔ کیونکہ ہم بھی اُس روز احمدیہ مشن میں حاضر تھے بجائے سوائے انجمن ضیاء الاسلام کے سکرٹری عبدالرؤف جو مولوی فاضل نہیں عالم نہیں۔ مگر تن واحد احمدیہ مشن میں برابر ڈٹے رہے۔ اور شرائط کے سوال و جواب بخوبی دیتے رہے۔ لیکن پھر بھی انسان ہے۔ کچے دودھ کا پینے والا ہے۔ کوئی اُن کی پشت پناہ پر نہیں۔ اُن کی ہر ایک بات پر سکرٹری صاحب کی زبان لغزش کھاتی رہی۔ اور شرائط مباحثہ جیسے ہونا چاہئے ویسے طے نہ ہوئے۔ آخر انجام یہ ہی ہوا کہ سکرٹری موصوف کو ناکام جانا پڑا۔ اگر اُس وقت ان کی پشت پر مولوی ہوتے۔ تو ہم کو اُمید تھی کہ شرائط مباحثہ ضرور طے ہو جاتے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے آپ مولوی ہیں۔ پیرزادے ہیں شائخ ہیں۔ پیش امام ہیں۔ مدرس اعلیٰ ہیں۔ کیوں نہیں بمبئی کے جہلا مسلمانوں کو بچا سکتے۔ کیا آپ لوگوں کا اسلامی اور اخلاقی فرض نہیں ہے۔ میں ضرور کہوں گا کہ آپ کا فرض اولین ہے۔ کہ تا فریضا ہر اُس مرد مسلمان کو جس نے اسلام کی حمایت۔ اور مسلمانوں کو گمراہی سے بچانے کے لیے مرزائیوں کی دعوت قبول کر لی۔ یہی ایک دعوت نہیں۔ بلکہ آریہ عیسائی بابی وغیرہ وغیرہ جس کسی مذہب کے پیرو نے اسلام پر حملہ کیا فوراً کمر ہمت باندھ کر یہی ایک واحد شخص ہے۔ جو سینہ سپر کھڑا ہو جاتا ہے بمبئی کے عالم ڈرپوک۔ جب ہم نے اس کی تحقیقات کی کہ کیا باعث ہے جو یہاں کے علماء اسلام کے سینہ سپر نہیں ہوتے۔ اور نہ کسی غیر مذہب والے کو جواب دیتے ہیں۔ خدا کے فضل سے اس بمبئی شہر میں کئی مسلمانوں کی انجمنیں ہیں۔ جو اسلامی پہلو لئے ہوئے کھڑی ہیں۔ جن میں سب سے بڑی انجمن اسلام ہے۔ جو سب سے اولیٰ اُس کا فرض ہے۔ کہ ایسے دشمن دین کے جوابات دے کیونکہ اس انجمن میں بڑے بڑے قومی لیڈر۔ مولوی پیرزادے۔ مشائخ۔ حکیم اور سبھی طرح کے ممبر موجود ہیں۔ حالانکہ دوسری چھوٹی چھوٹی جن کے سکرٹری بڑے بڑے زریں پگڑی والے ہیں جو چند انجمنوں کے نام دیتا ہوں۔ تاکہ پبلک پر روشن ہو جائے۔ انجمن معین الغربا۔ انجمن عزیزیہ۔ انجمن عثمانیہ۔ انجمن تائید مسلمانان جدید۔ انجمن معین القوم ممکن ہے۔ کہ اور بھی نام نہاد انجمنیں کائیں کائیں کرنے کو موجود ہوں۔ علاوہ شیعہ جماعت کی انجمنیں اور شیعہ مولوی صاحبان جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صداقت پر حق یا ناحق ہونے نہ ہونے پر آستینیں چڑھا کر لڑنے جھگڑنے کو تیار رہوں یا ماتم حسین رضی اللہ عنہ کے لیے رونے رُلانے تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو شخص حسین سے اپنے آپ کو افضل ثابت کرے اُن کے چیلے چانٹے چیلنج دیں۔ اور آپ کانوں میں تیل ڈالے خاموش رہیں۔ یہاں تک کہ ہم نے سُنا ہے۔ شیعہ جماعت کے مولوی باقر صاحب نے علاوہ خطیب جامع مسجد مولوی دین محمد صاحب، مولوی محمد یعقوب، صدر انجمن ترغیب و تعلیم کے صدر وغیرہ وغیرہ کے مکانوں اور مسجدوں تک مولوی عبدالرؤف نے اپنی ذات خود سے دعوت دی سب نے اقرار تو کر لیا۔ لیکن وقت معینہ پر ایک نہ حاضر ہوا۔ افسوس اور صد افسوس کہ بمبئی کے مولویوں سے تو اب خدا حافظ و ناصر ہے۔ کہ یہ لوگ اسلام کے کاموں سے بالکل غافل اور سست غیر کی روٹیوں پر اپنا پیٹ پال رہے ہیں۔ اگر اس وقت اسلام کے کاموں میں تمیز مذہب کا سامنا کرنے والی انجمن ہے۔ تو وہ صرف ایک غریب انجمن ہے۔ جس کا نام نامی ضیاء الاسلام ہے۔

فہرست نو مبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع ہوا ہے۔ مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں۔ اُن کے نام محفوظ رکھنے کی اس وقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی۔ پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنے والوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی غفلت سے کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جس قدر نام مہیا ہو سکتے ہیں ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انھیں کا یہ نمبر شمار ہے۔

(ایڈیٹر)

بابت ماہ اگست ۱۹۱۸ء

نمبر	نام	مقام
۱۱۴۲	محمد یوسف صاحب	پٹیالہ
۱۱۴۳	بنت خواند تاج ذوالفقار علی خان صاحب مسماۃ سلیمہ	سنجبور
۱۱۴۴	شیخ الدین صاحب	ضلع لاہور
۱۱۴۵	خیر الدین صاحب	״ ״
۱۱۴۶	اللہ دین صاحب	״ ״
۱۱۴۷	مہر الدین صاحب	״ ״
۱۱۴۸	اہلیہ جھنڈا صاحب	״ ״
۱۱۴۹	قادر بخش صاحب	״ ״
۱۱۵۰	شہاب الدین صاحب	״ ״
۱۱۵۱	مسماۃ عمری صاحبہ	״ ״
۱۱۵۲	عثمان صاحب	״ ״
۱۱۵۳	خیر الدین صاحب	״ گوجرانوالہ
۱۱۵۴	عبد الحی صاحب	״ ״
۱۱۵۵	اہلیہ مراد بخش صاحب پنشنر	جہانسی
۱۱۵۶	والدہ علی اکبر صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۱۵۷	برادر ״	״ ״
۱۱۵۸	نظر محمد صاحب	״ شاہ پور
۱۱۵۹	علی بخش صاحب	״ انبالہ
۱۱۶۰	شیخ محمد اسمٰعیل صاحب	״ شاہ پور
۱۱۶۱	ملک شیر خان صاحب	فیلڈ
۱۱۶۲	عمر الدین صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۱۶۳	رحمت علی صاحب	״ گورداسپور
۱۱۶۴	سردار صاحب	״ گجرات
۱۱۶۵	سردار خاں صاحب	״ گورداسپور
۱۱۶۶	محمد یعقوب صاحب	چنیوٹ
۱۱۶۷	مولوی محمد امام الدین صاحب	مظفر گڈھ
۱۱۶۸	محمد شریف صاحب	ضلع گورداسپور
۱۱۶۹	عبد الرحیم صاحب	״ ״
۱۱۷۰	اہلیہ میاں عبد الرحمٰن صاحب ״	کانپور
۱۱۷۱	دختر ״	״
۱۱۷۲	عبد الحمید صاحب	״
۱۱۷۳	حسن بخش صاحب	بہاولپور
۱۱۷۴	عبد اللہ صاحب	ضلع گجرات
۱۱۷۵	کرم الدین صاحب	״ ״
۱۱۷۶	چودھری غلام نبی صاحب سفید پوش	سیالکوٹ
۱۱۷۷	چودھری علی گوہر صاحب	״
۱۱۷۸	محمد علی صاحب	״
۱۱۷۹	محمد خاں صاحب	״
۱۱۸۰	غلام محمد صاحب	״
۱۱۸۱	مستری مہتاب الدین صاحب	لاہور
۱۱۸۲	مسماۃ نوری بی بی صاحبہ	ضلع کٹک
۱۱۸۳	حسین بخش صاحب	لاہور
۱۱۸۴	حاکم خاں صاحب	ضلع گجرات
۱۱۸۵	بوٹے خان صاحب	״ گورداسپور
۱۱۸۶	سید محمد شاہ صاحب	״ کشمیر
۱۱۸۷	اہلیہ غلام محمد خاں صاحب	جالندھر
۱۱۸۸	اہلیہ منشی محمد مراد علی شاہ صاحب	جموں
۱۱۸۹	بنت ״	״
۱۱۹۰	عبد الشکور صاحب	״
۱۱۹۱	نفس احمد صاحب	ضلع پشاور
۱۱۹۲	نبی بخش صاحب	ضلع گورداسپور
۱۱۹۳	کریم بخش صاحب	״ ״
۱۱۹۴	مہر دین صاحب	״ ״
۱۱۹۵	اللہ بخش صاحب	ضلع گورداسپور
۱۱۹۶	مولا بخش صاحب	״ ״
۱۱۹۷	کریم بخش صاحب	״ ״
۱۱۹۸	خیر الدین صاحب	״ ״
۱۱۹۹	امام الدین صاحب	״ ״
۱۲۰۰	خیر الدین صاحب نمبر ۲	״ ״
۱۲۰۱	شرف الدین صاحب	״ ״
۱۲۰۲	اللہ دین صاحب	״ ״
۱۲۰۳	کرم دین صاحب	״ ״
۱۲۰۴	کریم بخش صاحب نمبر ۳	״ ״
۱۲۰۵	شاہ دین صاحب	״ ״
۱۲۰۶	مسماۃ کرم بھری صاحبہ	״ ״
۱۲۰۷	ملک رحم علی صاحب	پونا
۱۲۰۸	اہلیہ امیر الدین صاحب	گجرات
۱۲۰۹	منشی غلام محمد صاحب	فیروزپور
۱۲۱۰	نگینہ بیگم صاحبہ	سیالکوٹ
۱۲۱۱	قتال محمد صاحب	گلبرگہ
۱۲۱۲	اللہ دتہ صاحب	ضلع گجرات
۱۲۱۳	حسین بخش صاحب	سندھ
۱۲۱۴	علی بخش صاحب	״
۱۲۱۵	عبد الرحمٰن صاحب نومسلم	کانپور
۱۲۱۶	محمد عطاء اللہ صاحب	سیالکوٹ
۱۲۱۷	محمد عبد اللہ صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۲۱۸	اہلیہ عبد اللہ صاحب	״ سیالکوٹ
۱۲۱۹	سید موسیٰ رضا صاحب	بھاگلپور
۱۲۲۰	سلطان علی صاحب	ضلع گجرات
۱۲۲۱	غلام علی صاحب	״
۱۲۲۲	مسماۃ مہتاب بی بی صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
۱۲۲۴	کے سعید صاحب	بمبئی
۱۲۲۵	ظہور احمد صاحب	ضلع لاہور
۱۲۲۶	اہلیہ محب اللہ خانصاحب	״
۱۲۲۷	ہنسدا صاحب	ضلع لائلپور
۱۲۲۸	محمد صدیق صاحب	کلکتہ
۱۲۲۹	قادر بخش صاحب	ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

ایک منشی کی ضرورت

مجھے ایک ایسے احمدی منشی کی ضرورت ہے۔ جو بھٹہ کے کام کے حساب وکتاب سے واقف ہو اور قادیان میں سکونت اختیار کرنے کا خواہشمند ہو تنخواہ پندرہ روپیہ ماہوار دی جائیگی۔ جو بھائی آنا چاہیں۔ وہ مجھے جلدی اطلاع دیں۔

مستری عبدالرحمٰن ٹھیکیدار قادیان

ہنگامۂ یورپ

پیرس پر ہوائی حملہ - لندن ۱۶ ستمبر پیرس سے آنے والا تار مظہر ہے۔ کہ آج علی الصباح جو ہوائی حملہ دشمن نے پیرس پر کیا ہے۔ یہ ۱۵ اگست کے بعد سے پہلا حملہ ہے۔ حملہ کی شدت اور آلات ہوائی کے خلاف چلنے والی توپوں کی شدید آتشباری کے لحاظ سے اس وقت تک جتنے حملے ہوئے ہیں یہ سب سے زیادہ اہم تھا۔

آیتھا پر فرانسیسی حملہ

لندن ۱۵ ستمبر - ایک فرانسیسی کمیونک مظہر ہے۔ کہ اواز اور آین کے درمیان شب میں واکسیلر کے مشرق میں ہماری پیشقدمی جاری ہے۔ اور مانت دی نبیر پر ہم نے قبضہ کر لیا جس میں لفر تھا۔ سو قیدی ہمارے ہاتھ آئے۔ مزید جنوب پر ہم نے ویلی پر قبضہ کر لیا۔ لورین میں خط استوائی میں ہم نے ایک حملہ کیا۔ اور قیدی گرفتار کئے۔

جرمن ایک بڑے معرکہ کی خبر دیتے ہیں لندن ۱۵ ستمبر - بنایا جرمن کمیونک میں مرقوم ہے۔ کہ خلیں جارموزوکی سپاہ دریائے ایلیٹ اور آین کے درمیان ایک بہت بڑا معرکہ کر رہی ہے۔ ایرانت کے حوالی حصے میں لاناکس کی سمت دشمن کچھ دور آگے بڑھا

مزید امریکن پیشقدمی - لندن ۱۵ ستمبر گذشتہ شب کے امریکن کمیونک میں مرقوم ہے۔ کہ سان مہیل کے منطقہ میں توپخانہ اور آلات ہوائی کی جدوجہد زیادہ تیز ہو گئی سان ہمارے ہاتھ قریب۔ دشمن کا ایک سخت جوابی حملہ پسپا کیا گیا۔ اور کچھ قیدی بھی ہمارے ہاتھ آئے۔ موسلی کے بائیں کنارے پر ہم نے دو میل پیشقدمی کی ۲۰ توپیں اور حاصل کیں جن کو دشمن نے عجلت میں چھوڑ دیا تھا۔ اب کل مفتوحہ توپوں کی تعداد دوسو تک پہنچ گئی ہے۔

مزید امریکن توپوں کی زد میں لندن ۱۵ ستمبر رائٹر کا بیان ہے۔ کہ امریکن محاذ سے آج کی خبریں بہت ہی قابل اطمینان ہیں۔ ۳۳ میل کے محاذ پر امریکن قریب دو میل اور آگے بڑھے۔ ان کے پٹرول اس سے بھی دور آگے بڑھ گئے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جرمن فوجیں ایک ایسی لائن پر ہٹ رہی ہیں جہاں سے ان کو میٹز اور ہوز کی ریلوے لائن کی حفاظت کا موقعہ حاصل رہیگا۔ دور سے مارنے والی توپوں کی زد شہر پر پڑ رہی ہے اس سپاہ نے اس فتح میں بہت سا سامان حرب اور توپیں حاصل کی ہیں۔ مفتوحہ علاقہ میں اکثر پل بالکل سلامت ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے۔ کہ میٹز کے قلعہ کی توپیں امریکن سپاہ پر گولہ باری کر رہی ہیں

جرمنی کی تجاویز بلجیم کو لندن ۱۰ ستمبر یہ یقین کیا جاتا ہے کہ جرمنی نے بلجیم کے سامنے یہ تجویز پیش کی ہے کہ وہ اسکو جنگ کے بعد کامل سیاسی اور اقتصادی آزادی عطا کریگا بشرطیکہ بلجیم اختتام جنگ تک بالکل غیر جانبدار رہے اور جرمن نو آبادیوں کے واپس کئے جانے کی کوشش کرے شاید اس تجویز کا منشا یہ ہے کہ اگر جرمنوں کو فرانس سے ہٹنا پڑے۔ تو جرمن سپاہ کا داہنا بازو بلجیم کی غیر جانبداری کی

ہندوستان کی خبریں

فن سراغرسانی کا کالج ہندوستان میں فن سراغرسانی کی تعلیم و تربیت کا ایک کالج کلکتہ میں کچھ عرصہ سے جاری ہے۔ جس سے حال میں پندرہ افسروں کی ایک جماعت نکلی ہے جس کا امتحان یورپین اور ہندوستانی افسران صیغہ کی ایک کمیٹی نے لیا تھا کامیاب شدہ کو مختلف اضلاع بنگال میں مامور کئے جا رہے ہیں

سوتی کپڑے کی گرانی کے متعلق کمیٹی گورنمنٹ ہند نے آخر سوتی پارچات کی ساخت و فروخت کو زیر اقتدار رکھنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ معینہ قیمت کے پارچات تیار کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ جن کی قیمت گورنمنٹ مناسب منافع کا لحاظ رکھتے ہوئے مقرر کریگی۔ اور جو پبلک کے ہاتھ معینہ قیمت پر فروخت کئے جائینگے۔

مٹی کے تیل کی قیمت کا تعین مدراس میں مٹی کے تیل کے متعلق جو کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس میں قرار پایا کہ رعایا کے لئے اعلیٰ قسم کا تیل فی بوتل ۲ر اور ادنیٰ قسم ایک آنہ ۶ پائی فی بوتل مقرر کر دی جائے۔

دوسرا قرضہ جنگ ۱۴ ستمبر کی شام کو دوسرے قرضہ جنگ کی میعاد ختم ہو گئی۔ اب صرف ڈاکخانہ کا شعبہ کھلا رہیگا۔ اسوقت تک جو اعداد معلوم ہوئے ہیں انکے بموجب کل تمسکات ۴۶۵۸۲۵۲۰۰ روپیہ کے فروخت ہوئے۔

مسٹر گراس کی پنشن یابی مسٹر گراس انسپکٹر آف سکولز لاہور ڈویژن عرصہ دراز تک گورنمنٹ اور پبلک کی شاندار خدمات ادا کرنے کے بعد یکم اکتوبر ۱۹۱۸ء سے پنشن پر ریٹائر ہو جائینگے۔

ہندوستانی ہوا باز لفٹننٹ ہندوستانی ہوا باز لفٹننٹ اندر لال رائے رائل ای۔ او۔ فورس میدان فرانس میں مارے گئے۔

اخبار رہبر کلکتہ کا داخلہ پنجاب بند شارد نقاش کے مالک نے رہبر اخبار جاری کیا تھا۔ اس کا داخلہ بھی پنجاب میں بند ہو گیا۔

راجہ صاحب پونچھ کا انتقال راجہ سربلدیو سنگھ صاحب والی پونچھ کا تین ماہ کی علالت کے بعد ۱۰ ستمبر کو انتقال ہو گیا۔

دھولپور کے آریہ شدھ ہو گئے آریہ اخبار مسافر آگرہ لکھتا ہے۔ کہ اس وقت تک دھولپور سماج کے سات سرگرم ممبر آریہ سماج کو چھوڑ کر سناتنی ہو گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی لکھتا ہے۔ کہ اگر سناتنی ذرا زیادہ عقلمندی سے کام لے کر ڈنڈے ذرے ہلکا رکھ دیتے تو غالباً اس وقت تک وہ دھولپور سماج کے سب ممبروں کو ہی سناتنی بنانے میں کامیاب ہو جاتے۔

عید اضحی اور فساد تاحال عید اضحی کی تقریب پر کسی جگہ سے فساد کی کوئی اطلاع نہیں ملی خدا کرے نہ ہی ملے۔